آئے ہوئے جس کو ابھی صرف چند مہینے ہی ہوئے تھے۔ اُسی کے بارے میں یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کے اثرات سے اس کا اور اس کے خاندان والوں کا دل پوری طرح پاک ہُوا ہے یا نہیں۔

کیا صحابہ کرام حضورؐ کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر خلافت کی فکر میں لگے رہے؟

سوال: صحابہ کرام اور خاص طور پر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن دفن میں شریک نہ ہوئے اور خلافت و بیعت کے مسئلے میں اُلجھے رہے۔ حضورؐ کے غسل اور کفن دفن میں شریک ہونا کتنی بڑی سعادت تھی اور خود محبتِ رسولؐ کا کیا تقاضا تھا؟

جواب:۔ یہ قصہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ بے گور و کفن پڑا تھا اور صحابہ کرام حضورؐ کی تجہیز و تکفین کی فکر چھوڑ کر خلافت کی فکر میں پڑ گئے، درحقیقت بالکل ہی ایک بے سروپا داستان ہے۔ اصل واقعات یہ ہیں کہ حضورؐ کی وفات پیر کے روز شام کے قریب ہوئی۔ بخاری و مسلم میں حضورؐ کے خادمِ خاص انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے "آخرِ یوم" کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ سانحۂ عظیم عصر و مغرب کے درمیان پیش آیا تھا۔ فطری بات ہے کہ اس سے پوری جماعتِ اہلِ ایمان کے ہوش پراگندہ ہو جانے چاہییں تھے، چنانچہ یہی ہُوا۔ حضرتِ عمرؓ کو تو یہی یقین نہ آتا تھا کہ سرورِ عالم واقعی وفات پا گئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے آکر جب تقریر کی تو لوگوں کو پوری طرح یہ یقین ہُوا کہ وہ ناگزیر بات جو پیش آنی تھی پیش آچکی ہے۔ اتنے میں رات آگئی۔ یہ ممکن اور مناسب نہ تھا کہ راتوں رات تجہیز و تکفین کر کے حضورؐ کو دفن کر دیا جاتا، کیونکہ جنازے میں شرکت کی سعادت سے محروم رہ جانا اُن ہزاروں مسلمانوں کو ناگوار ہوتا جو مدینۂ طیبہ اور اس کی نواحی بستیوں میں رہتے تھے۔ لامحالہ ان کو شکایت ہوتی کہ آپ لوگوں نے ہمیں آخری دیدار اور نمازِ جنازہ کا موقع بھی

نہ دیا۔ اس لیے رات بہرحال گزارنی تھی۔ اس رات صحابہ کے مختلف گروہ اپنی اپنی جگہ جمع ہو کر سوچ رہے تھے کہ اب کیا ہو گا۔ ازواجِ مطہرات حضرت عائشہؓ کے ہاں گریہ وزاری میں مشغول تھیں جہاں حضورؐ نے وفات پائی تھی۔ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور دوسرے قرابت داران رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے گھر میں جمع تھے۔ مہاجرین کی ایک اچھی خاصی تعداد حضرت ابوبکرؓ کے پاس غمگین و متفکر بیٹھی تھی۔ انصار کے مختلف گروہ اپنے اپنے قبیلوں کی چوپالوں (سقیفہ کے اصل معنی چوپال ہی کے ہیں) میں اکٹھے ہو رہے تھے۔ اتنے میں کسی نے آکر خبر دی کہ بنی ساعدہ کی چوپال میں انصار کا ایک بڑا گروہ جمع ہے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا مسئلہ چھڑ گیا ہے۔ حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ، اور ابوعبیدہ بن الجراحؓ، جو حضورؐ کے بعد مسلمانوں کی جماعت میں "بڑے" (SENIOR) سمجھے اور مانے جاتے تھے، یہ خبر سن کر فکرمند ہوئے کہ ابھی سردارِ ملت کی آنکھ بند ہوئی ہے، ساری امت اس وقت بے سر ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بڑا فتنہ کھڑا ہو جائے اور جماعت کا نظم ازسرِنو قائم ہونے سے پہلے ہی بدنظمی اپنے قدم جما لے۔ اس لیے یہ تینوں حضرات فوراً برسرِ موقع پہنچ گئے اور رات اول رات انہوں نے حضورؐ کی جانشینی کے مسئلے کو، جو ایک فتنہ خیز صورت میں سطح ہوا چاہتا تھا، اس صحیح شکل میں سلجھا لیا جس کے صحیح ہونے پر تاریخ اپنی مہرِ تصدیق ثبت کر چکی ہے۔ یہ سارا واقعہ اسی رات کا ہے جس کی شام کو حضورؐ کی وفات ہوئی تھی۔ رات کو بہرحال حضورؐ کی تجہیز و تکفین نہیں کرنی تھی جس کی مصلحت اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ اسی رات میں خلافت کا مسئلہ طے کیا گیا۔ صبح سویرے مسجدِ نبوی میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا اعلان ہوا، مہاجرین و انصار سب نے اسے قبول کر کے جماعت کا نظام بحال کر دیا اور اس کے بعد بلاتاخیر حضورؐ کی تجہیز و تکفین کا کام شروع ہو گیا۔

یہ کہنا بالکل خلافِ واقعہ ہے کہ صحابہ کرام اپنی خلافت کی فکر میں لگے رہے اور حضورؐ کی تجہیز و تکفین بس آپ کے اہل بیت نے کی۔ یہ تجہیز و تکفین کسی نے بھی پیر اور منگل کی درمیانی شب میں نہ کی تھی۔ اس کا آغاز منگل کی صبح کو اس وقت ہوا ہے جبکہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ہو چکی تھی۔ اور یہ کام

حضرت عائشہؓ کے حجرے میں ہوا ہے جس کا ایک دروازہ اسی مسجدِ نبوی میں کھلتا تھا جہاں مدینہ طیبہ کے سارے صحابہ جمع تھے، جہاں گرد و نواح کے لوگ وفات کی خبر سن سن کر چلے آ رہے تھے، اور جہاں حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی تھی۔ جن لوگوں کو کبھی مسجد نبوی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اور جنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حجرۂ عائشہؓ (جس میں سرکار مدفون ہیں اور مسجدِ نبوی کا مکانی تعلق کیا ہے وہ یہ بات سن کر ہنس دیں گے کہ صحابہ مسجدِ نبوی میں اپنی خلافت کی فکر میں لگے ہوئے تھے اور بے چارے اہلِ بیت حجرۂ عائشہ میں حضورؐ کی تجہیز و تکفین کر رہے تھے۔ غلط بات تصنیف کرنی بھی ہو تو اس کے لیے کم از کم کچھ سلیقہ تو چاہیے۔

یہ بات کہ حضورؐ کو غسل و کفن صرف آپ کے اہلِ بیت نے دیا، یہ بھی واقعہ کے خلاف ہے اس خدمت کو انجام دینے والے حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، فضلؓ بن عباس، قثمؓ بن عباسؓ، اسامہؓ بن زید اور شقران (حضورؐ کے آزاد کردہ غلام) تھے، اور انہوں نے اس خیال سے حجرے کا دروازہ بند کر رکھا تھا کہ لوگوں کا ہجوم باہر زیارت کے لیے بے چین کھڑا تھا، اگر دروازہ کھلا رہنے دیا جاتا تو اندیشہ تھا کہ زیادہ لوگ اندر آ جائیں گے اور کام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ پھر بھی انصار نے جب شور مچایا کہ ہمیں بھی تو اس سعادت میں حصہ ملنا چاہیے تو ان میں سے ایک صاحب (اوس بن خولی) کو اندر بلا لیا گیا۔ کفن پہنانے کے بعد سوال پیدا ہوا کہ حضورؐ کے لیے قبر کہاں تیار کی جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حدیث پیش کی کہ مَا قُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ (نبی کا انتقال جہاں ہوتا ہے وہیں اس کو دفن کیا جاتا ہے) اور اسی پر فیصلہ ہوا کہ حجرۂ عائشہ ہی میں آپ کے لیے قبر تیار کی جائے۔ حضرت ابوطلحہؓ زید بن سہل انصاری نے قبر کھودی۔ پھر لوگوں نے گروہ در گروہ اندر جا کر نماز جنازہ پڑھنی شروع کی اور رات تک مسلسل یہ سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ منگل اور بدھ کی درمیانی رات کو نصف شب کے قریب دفن کی نوبت آئی۔ معلوم نہیں کہ اس پوری مدت میں آخر وہ کونسا وقت تھا جب صرف حضورؐ کے اہلِ بیت بے یار و مددگار آپ کے جسدِ اطہر کو لیے بیٹھے رہے اور صحابۂ کرام اپنی خلافت کی فکر میں مشغول رہے؟